

# تفہیم القرآن

## الکوثر

(۲)

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے  
 (اے نبیؐ) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا۔ پس تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو  
 تمہارا دشمن ہی جڑ کاٹا ہے۔

لہ کوثر کا لفظ یہاں جس طرح استعمال کیا گیا ہے اس کا پورا مفہوم ہماری زبان تو درکنار، شاید دنیا کی کسی زبان میں بھی ایک لفظ سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کثرت سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے لغوی معنی توبہ، انتہا، کثرت کے ہیں، مگر جس موقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اُس میں محض کثرت کا نہیں بلکہ خیر اور بھلائی اور نعمتوں کی کثرت اور ایسی کثرت کا مفہوم نکلتا ہے جو افراط اور فراوانی کی حد کو پہنچی ہوئی ہو، اور اس سے مراد کسی ایک خیر یا بھلائی یا نعمت کی نہیں بلکہ بے شمار بھلائیوں اور نعمتوں کی کثرت ہے۔ دیباچے میں اس سورہ کا جو پیش منظر ہم نے بیان کیا ہے اُس پر ایک مرتبہ پھر نگاہ ڈالی کرو کیجیے۔ حالات وہ تھے جب دشمن یہ سمجھ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر حیثیت سے تباہ ہو چکے ہیں۔ قوم سے کٹ کر بے یار و مددگار رہ گئے۔ تجارت برباد ہو گئی۔ اولاد زہرینہ تھی جس سے آگے ان کا نام چل سکتا تھا وہ بھی وفات پا گئی۔ بات ایسی لے کر اٹھے ہیں کہ چند گننے پھنے آدمی چھوڑ کر مکہ تو درکنار، پورے عرب میں کوئی اس کو سندا تک گوارا نہیں کرتا۔ اس لیے اُن کے مقدر میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ جیتے جی ناکامی و نامرادی سے دوچار رہیں اور جیتے جاتے پاجامیں تو دنیا میں کوئی اُن کا نام لیوا بھی نہ ہو۔ اس حالت میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا گیا کہ ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا تو اس سے خود بخود یہ مطلب نکلتا ہے کہ تمہارے مخالف بے وفوت تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ تم برباد ہو گئے اور نبوت سے پہلے جو نعمتیں تمہیں حاصل تھیں وہ بھی تم سے چھن گئیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں بے انتہا خیر اور

بے شمار نعمتوں سے نواز دیا ہے۔ اس میں اخلاق کی وہ بے نظیر خوبیاں بھی شامل ہیں جو حضور کو بخشی گئیں۔ اس میں نبوت اور قرآن اور علم اور حکمت کی وہ عظیم نعمتیں بھی شامل ہیں جو آپ کو عطا کی گئیں۔ اس میں توحید اور ایک ایسے نظام زندگی کی نعمت بھی شامل ہے جس کے سیدھے سادھے، عام فہم، عقل و فطرت کے مطابق اور جامع و ہمہ گیر اصول تمام عالم میں پھیل جانے اور ہمیشہ پھیلتے ہی چلے جانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس میں رفعِ ذکر کی نعمت بھی شامل ہے جس کی بدولت حضور کا نام نامی چودہ سو برس سے دنیا کے گوشے گوشے میں بلند ہو رہا ہے اور قیامت تک بلند ہوتا رہے گا۔ اس میں یہ نعمت بھی شامل ہے کہ آپ کی دعوت سے بالآخر ایک ایسی عالمگیر اخوت وجود میں آئی جو دنیا میں ہمیشہ کے لیے دینِ حق کی علمبردار بن گئی، جس سے زیادہ نیک اور پاکیزہ اور بلند پایہ انسان دنیا کی کسی امت میں کبھی پیدا نہیں ہوتے، اور جو بگاڑ کی حالت کو سچ کر بھی دنیا کی سبتوں میں سے بڑھ کر خیر اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس میں یہ نعمت بھی شامل ہے کہ حضور نے اپنی آنکھوں سے اپنی بیاتِ مبارکہ ہی میں اپنی دعوت کو انتہائی کامیاب دیکھ لیا اور آپ کے ہاتھوں سے وہ جماعت تیار ہو گئی جو دنیا پر چھا جانے کی طاقت رکھتی تھی۔ اس میں یہ نعمت بھی شامل ہے کہ اولادِ زبیرہ سے محروم ہو جانے کی بنا پر دشمن تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے گا، لیکن اللہ نے صرف یہی نہیں کہ مسلمانوں کی صورت میں آپ کو وہ روحانی اولاد عطا فرمائی جو قیامت تک تمام روستے زمین پر آپ کا نام روشن کرنے والی ہے، بلکہ آپ کی صورت ایک ہی صاحبزادی حضرت فاطمہؑ سے آپ کو وہ جسمانی اولاد بھی عطا کی جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کا سارا سرمایہ افتخار ہی حضور سے اس کا انتساب ہے۔

یہ تو وہ نعمتیں ہیں جو اسی دنیا میں لوگوں نے دیکھ لیں کہ وہ کس فراوانی کے ساتھ اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔ ان کے علاوہ کوثر سے مراد دو مزید ایسی عظیم نعمتیں بھی ہیں جو آخرت میں اللہ تعالیٰ آپ کو دینے والا ہے۔ ان کو جاننے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان کی خبر دی اور بتایا کہ کوثر سے مراد وہ بھی ہیں۔ ایک حوضِ کوثر جو قیامت کے روز میدانِ حشر میں آپ کو ملے گا۔ دوسرے نہرِ کوثر جو جنت میں آپ کو عطا فرمائی جائے گی۔ ان دونوں کے متعلق اس کثرت سے احادیث حضور سے منقول ہوئی ہیں اور اثنے کثیر راویوں نے ان کو روایت کیا ہے کہ ان کی صحت میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

حوضِ کوثر کے متعلق حضور نے جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے :

(۱) یہ حوضِ قیامت کے روز آپ کو عطا ہوگا اور اس سخت وقت میں، جبکہ ہر ایک العطشِ لعشش کر رہا ہوگا، آپ کی امت آپ کے پاس اس پر حاضر ہوگی اور اس سے سیراب ہوگی۔ آپ اس پر سب سے پہلے پہنچے ہوئے

ہونگے اور اُس کے وسط میں تشریف فرما ہونگے۔ آپ کا ارشاد ہے ہو حوض تو د علیہ امتی یوما القیمة ؕ و  
ایک حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے روز وارد ہوگی، مسلم، کتاب الصلوٰۃ۔ ابو داؤد، کتاب السنۃ۔ انا  
قد طعم علی الحوض۔ میں تم سب سے پہلے اس پر پہنچا ہوا ہوں گا بخاری، کتاب الرقاق اور کتاب المغنن۔ مسلم، کتاب  
الفضائل اور کتاب الطہارۃ۔ ابن ماجہ، کتاب المناسک اور کتاب الزہد۔ مسند احمد، مرویاً عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس وابہریرہ  
اتی فوط لکم وانا شہید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن، میں تم سے آگے پہنچنے والا ہوں، اور  
تم پر گواہی دوں گا اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں بخاری، کتاب الجنائز، کتاب المغازی، کتاب  
الرقاق۔ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے ایک موقع پر آپ نے فرمایا انکم مستقلون بعدی اثنتہ فاصبروا  
حقی تلتونی علی الحوض، میرے بعد تم کو خود غرضیوں اور اقربا نوازیوں سے پالا پڑے گا، اس پر سب کو رہبان تک  
کہ مجھ سے آکر حوض پر ملو بخاری، کتاب مناقب الانصار و کتاب المغازی۔ مسلم، کتاب الامارہ۔ ترمذی، کتاب المغنن  
انا یوما القیمة عند حوض الحوض، میں قیامت کے روز حوض کے وسط کے پاس ہوں گا مسلم، کتاب الفضائل۔  
حضرت ابو بزرہ اسلمی سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے حوض کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا  
ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، چار نہیں، پانچ نہیں، بار بار سنا ہے، جو اس کو جھٹلاتے اللہ سے اس کا پانی پینا نصیب  
نہ کرے (ابو داؤد، کتاب السنۃ) عبید اللہ بن زیاد حوض کے بارے میں روایات کو جھوٹ سمجھتا تھا، حتیٰ کہ اس نے  
حضرت ابو بزرہ اسلمی، براویں عازب اور عائذ بن عمرو کی سب روایات کو جھٹلایا۔ آخر کار ابو سبیرہ ایک تحریر نکال کر  
لائے جو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سن کر نقل کی تھی اور اس میں حضور کا یہ ارشاد درج تھا کہ  
آلا ان موعداکم حوضی، خبردار رہو، میری اور تمہاری ملاقات کی جگہ میرا حوض ہے (مسند احمد، مرویات عبداللہ  
بن عمرو بن عاص)۔

(۲) اُس حوض کی وسعت مختلف روایات میں مختلف بیان کی گئی ہے مگر کثیر روایات میں یہ ہے کہ وہ ایلیہ النہل  
کے موجودہ بندرگاہ ایلات) سے یمن کے عنعنا تک، یا ایلیہ سے عدن تک، یا عمان سے عدن تک طویل ہوگا اور اس کی  
چوڑائی اتنی ہوگی جتنا ایلیہ سے حُجفہ (حجہ اور ریح کے درمیان ایک مقام) تک کا فاصلہ ہے۔ بخاری، کتاب الرقاق۔  
ابو داؤد والٹیالیسی، حدیث نمبر ۹۹۵۔ مسند احمد، مرویات ابو بکر صدیق و عبداللہ بن عمر۔ مسلم، کتاب الطہارۃ و کتاب  
الفضائل۔ ترمذی، ابواب صنفہ القیامہ۔ ابن ماجہ، کتاب الزہد۔ اس سے گمان ہوتا ہے کہ قیامت کے روز موجودہ بحر  
احمر ہی کو حوض کوثر میں تبدیل کر دیا جائے گا، واللہ اعلم بالصواب۔

(۳) اس حوض کے متعلق حضور نے بتایا ہے کہ اس میں جنت کی نہر کوثر جس کا ذکر آگے آ رہا ہے، سے پانی لاکر ڈالا جائے گا۔ یشخب فیہ میزابان من الجنة۔ اور دوسری روایت میں ہے یغت فیہ میزابان یلذ اند من الجنة۔ یعنی اس میں جنت سے دونائیاں لاکر ڈالی جائیں گی جو اسے پانی بہیم پہنچائیں گی، کتاب الفضائل، ایک اور روایت میں ہے یفتن نہر من الکوثر الی المحوض، جنت کی نہر کوثر سے ایک نہر اس حوض کی طرف کھول دی جائیگی (مسند احمد، مرویات عبداللہ بن مسعود)۔

(۴) اس کی کیفیت حضور نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کا پانی دودھ سے (اور بعض روایات میں ہے چاندی سے اور بعض میں برف سے) زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہر سے زیادہ میٹھا ہوگا، اس کی تہ کی مٹی ٹھنک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ اس پر اتنے کوزے رکھے ہونگے جتنے آسمان میں تارے ہیں۔ جو اس کا پانی پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور جو اس سے محروم رہ گیا وہ پھر کبھی سیراب نہ ہوگا۔ یہ باتیں حضور نے خود سے نقلی اختلافات کے ساتھ بکثرت احادیث میں منقول ہوئی ہیں (بخاری، کتاب الرقاق، مسلم، کتاب الطہارت و کتاب الفضائل، مسند احمد، مرویات ابن مسعود، ابن عمر، و عبداللہ بن عمر و ابن العاص ترمذی، ابواب عنقۃ القیامہ ابن ماجہ کتاب الزہد۔ ابوداؤد طیالسی، حدیث ۹۹۵ و ۲۱۳۵)۔

(۵) اس کے بارے میں حضور نے بار بار اپنے زمانے کے لوگوں کو خبردار کیا کہ میرے بعد تم میں سے جو لوگ بھی میرے طریقے کو بدلیں گے ان کو اس حوض سے ہٹا دیا جائے گا اور اس پر انہیں نہ آنے دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ میرے اصحاب ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا ہے۔ پھر میں بھی ان کو دفع کروں گا اور کہوں گا کہ دور ہو۔ یہ مضمون بھی بکثرت روایات میں بیان ہوا ہے (بخاری، کتاب الرقاق، کتاب الفتن، مسلم، کتاب الطہارت، کتاب الفضائل، مسند احمد، مرویات ابن مسعود و ابوبہریرہ۔ ابن ماجہ کتاب المناسک۔ ابن ماجہ نے اس سلسلے میں جو حدیث نقل کی ہے وہ بڑے ہی دردناک الفاظ میں ہے۔ اس میں حضور نے ہیں الاوانی فوطکم علی المحوض واکا ثوبکم الام فلا تسودوا و اوحی، الاوانی مستنقذ اناسا و مستنقذ اناس متی فاقول یارب اصبحابی، فبقول انک لاتدری ما احدثوا بعدک۔ خبر وارد ہے، میں تم سے آگے حوض پر پہنچا ہوا ہوں گا اور تمہارے ذریعہ سے دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ اس وقت میرا منہ کالا نہ کروانا۔ خبر وارد ہے کچھ لوگوں میں چھڑاؤ لگا۔ اور کچھ لوگ مجھ سے پھڑکتے جائیں گے۔ میں کہوں گا کہ انے پروردگار، یہ تو میرے صحابی ہیں۔ وہ فرمائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا نزلے کام کیے ہیں۔ ابن ماجہ

کی روایت ہے کہ یہ الفاظ حضور نے وفات کے خطبے میں فرمائے تھے۔

(۶) اسی طرح حضور نے اپنے دور کے بعد قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو بھی خبردار کیا ہے کہ ان میں سے جو بھی میرے طریقے سے ہٹ کر چلیں گے اور اس میں رد و بدل کریں گے انہیں اس حوض سے ہٹا دیا جائے گا میں کہوں گا کہ اے رب یہ تو میرے ہیں، میری امت کے لوگ ہیں۔ جو اب ملے گا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تغیرات کیے اور اٹھے ہی پھرتے چلے گئے پھر میں بھی ان کو دفع کروں گا اور حوض پر نہ آنے دوں گا۔ اس مضمون کی بہت سی روایات احادیث میں ہیں (بخاری، کتاب المسافات، کتاب الرقاق، کتاب الفتن، کتاب الطہارۃ، کتاب السلوۃ، کتاب الفضائل۔ ابن ماجہ، کتاب الزہد، مسند احمد، مرویات ابن عباس)۔

اس حوض کی روایات ۵۰ سے زیادہ صحابہ سے مروی ہیں، اور سلف نے بالعموم اس سے مراد حوض کوثر لیا ہے۔ امام بخاری نے کتاب الرقاق کے آخری باب کا عنوان ہی یہ باندھا ہے بائ فی الحوض و قول اللہ انا اعطینا الکونث۔ اور حضرت انس کی ایک روایت میں تو تصریح ہے کہ حضور نے کوثر کے متعلق فرمایا ہو حوض تود علیہ امتی، وہ ایک حوض ہے جس پر میری امت وارد ہوگی۔

جنت میں کوثر نامی جو نہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی جائے گی اس کا ذکر بھی بکثرت روایات میں آیا ہے۔ حضرت انس سے بہت سی روایات نقل ہوتی ہیں جن میں وہ فرماتے ہیں اور بعض روایات میں صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حقیقت سے بیان کرتے ہیں، کہ معراج کے موقع پر حضور کو جنت کی سیر کرائی گئی اور اس موقع پر آپ نے ایک نہر دیکھی جس کے کناروں پر اندر سے نریشے ہوتے موتیوں یا پیروں کے تھپتے بنے ہوئے تھے۔ اس کی تڑکی مٹی مشک آؤ فبر کی تھی۔ حضور نے جبریل سے، یا اُس فرشتے سے جس نے آپ کو سیر کرائی تھی، پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا یہ نہر کوثر ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے (مسند احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابوداؤد، طبائسی، ابن جریر، حضرت انسؓ ہی کی روایت ہے کہ حضور سے پوچھا گیا دیا ایک شخص نے پوچھا، کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں عطا کی ہے۔ اس کی مٹی مشک ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے (مسند احمد، ترمذی، ابن جریر، مسند احمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نے نہر کوثر کی یہ صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کی تڑکی لکڑیوں کے بجائے موتی پڑے ہوئے ہیں، ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے ہیں، وہ موتیوں اور پیرن پیرن پر ہے یعنی لکڑیوں کی جگہ اس کی تڑکیوں پر جو ہر پڑے ہوئے ہیں، اس کی مٹی مشک سے زیادہ

نوشہوار ہے، اس کا پانی دودھ سے (یا برف سے) زیادہ سفید ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی ساتم، دارمی، ابو داؤد و طیالسی، ابن المنذر، ابن مردودہ، ابن ابی شیبہ، اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت حمزہؓ کے ہاں تشریف لے گئے وہ گھر پر نہ تھے۔ ان کی اہلیہ نے حضور کی تواضع کی اور دوران گفتگو عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو جنت میں ایک نہر عطا کی گئی ہے جس کا نام کوثر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں، اور اس کی زمین یاقوت و مرجان اور زبرجد اور موتیوں کی ہے (ابن جریر، ابن مردودہ۔ اس کی سند اگرچہ ضعیف ہے مگر اس مضمون کی کثیر التعداد روایات کا موجود ہونا اس کو تقویت پہنچاتا ہے)۔ ان مرفوع روایات کے علاوہ صحابہ اور تابعین کے یخترت اقوال انا دینت میں نقل ہوئے ہیں جن میں وہ کوثر سے مراد جنت کی یہ نہر لیتے ہیں اور اس کی وہی صفات بیان کرتے ہیں جو اوپر گزری ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت عائشہؓ، مجاہد، اور ابوالعالیہ کے اقوال مسند احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن مردودہ، ابن جریر، اور ابن ابی شیبہ وغیرہ محدثین کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۱۷۔ اس کی مختلف تفسیریں مختلف بزرگوں سے منقول ہیں۔ بعض حضرات نے نماز سے مراد پختہ فرض نماز ہی ہے، بعض اس سے بقرعید کی نماز مراد لیتے ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ جگہ سے خود نماز مراد ہے۔ اسی طرح وَاسْتَوْبَعْنِي تَحْرُكُوْا سے مراد بعض جلیل القدر بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ نماز میں باتیں باتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر اسے سینے پر باندھنا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز شروع کرنے وقت دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ منتقل نماز کے وقت، اور رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرنا مراد ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد بقرعید کی نماز پڑھنا اور اس کے بعد قربانی کرنا ہے۔ لیکن جس موقع و محل پر یہ حکم دیا گیا ہے اس پر اگر غور کیا جائے تو اس کا مطلب صریحاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے نبی، جب تمہارے رب نے تم کو اتنی کثیر اور عظیم بھلائی عطا کی ہیں تو تم اسی کے لیے نماز پڑھو اور اسی کے لیے قربانی کرو۔ یہ حکم اُس ماحول میں دیا گیا تھا جب مشرکین قریش ہی نہیں تمام عرب کے مشرکین اور دنیا بھر کے مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور انہی کے آستانوں پر قربانیاں پڑھاتے تھے۔ پس حکم کا تشابہ ہے کہ مشرکین کے برعکس تم اپنے اسی روئے پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو کہ تمہاری نماز بھی اللہ ہی کے لیے ہو اور قربانی بھی اُسی کے لیے، جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُحْيِيْتُكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اے نبی کہہ





بولاجاتا ہے کیونکہ اس کے پیچھے اس کا کوئی نام لیا جاتا نہیں رہتا اور مرنے کے بعد وہ بے نام و نشان ہو جاتا ہے۔ قریب وہی ان سب معنوں میں کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتر کہتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابتر تم نہیں ہو بلکہ تمہارے یہ دشمن ابتر ہیں۔ یہ محض کوئی معجوبی صمد نہ تھا، بلکہ وحقیقت یہ قرآن کی بڑی اہم پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی تھی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ جس وقت یہ پیشین گوئی کی گئی تھی اُس وقت تو لوگ حضور ہی کو اتر سمجھ رہے تھے اور کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ قریش کے یہ بڑے بڑے سردار کیسے ابتر ہو جائیں گے جو نہ صرف مکہ میں بلکہ پورے ملک عرب میں نامور تھے، کامیاب تھے، مال و دولت اور اولاد ہی کی نعمتیں نہیں رکھتے تھے بلکہ سارے ملک میں جگہ جگہ ان کے اعوان و انصار موجود تھے، تجارت کے اجارہ دار اور حج کے منتظم ہونے کی وجہ سے تمام قبائل عرب سے ان کے وسیع تعلقات تھے۔ لیکن چند سال نہ گزرے تھے کہ حالات بالکل پلٹ گئے۔ یا تو وہ وقت تھا کہ غزوہ اہزاب (سھدہ) کے موقع پر قریش بہت سے عرب اور یہودی قبائل کو لے کر مدینے پر چڑھ آئے تھے اور حضور کو محصور ہو کر، شہر کے گرد خندق کھود کر مدافعت کرنی پڑی تھی، یا تین ہی سال بعد وہ وقت آیا کہ شہر میں جب آپ نے مکہ پر چڑھائی کی تو قریش کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اور انہیں بے بسی کے ساتھ مستحیبا ڈال دینے پڑے۔ اس کے بعد ایک سال کے اندر پورا ملک عرب حضور کے ہاتھ میں تھا، ملک کے گوشے گوشے سے قبائل کے وفد آ کر بیعت کر رہے تھے، اور آپ کے دشمن بالکل بے بس اور بے بار و مددگار ہو کر رہ گئے تھے۔ پھر وہ ایسے بے نام و نشان ہو گئے کہ ان کی اولاد اگر دنیا میں باقی رہی بھی تو ان میں سے آج کوئی یہ نہیں جانتا کہ وہ ابو جہل یا ابو لہب یا عاص بن مائل یا عقیبہ بن ابی معیط وغیرہ اعدائے اسلام کی اولاد میں سے ہے، اور جانتا بھی ہو تو کوئی یہ کہنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ اس کے اسلاف یہ لوگ تھے۔ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر آج دنیا بھر میں درود بھیجا جا رہا ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کو آپ سے نسبت پر فخر ہے۔ لاکھوں انسان آپ ہی سے نہیں بلکہ آپ کے خاندان اور آپ کے ساتھیوں کے خاندانوں تک سے اتنا سب کو باعث عز و شرف سمجھتے ہیں۔ کوئی سید ہے، کوئی علوی ہے، کوئی عباسی ہے، کوئی ہاشمی ہے، کوئی صدیقی ہے، کوئی فاروقی، کوئی عثمانی، کوئی زبیری اور کوئی انصاری مگر نام کو بھی کوئی ابو جہل یا ابو لہب نہیں پایا جاتا۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ ابتر حضور نہیں بلکہ آپ کے دشمن ہی تھے۔

اعد میں -